پھلوں کی خرید وفروخت
کے شرعی احکام

مرتب

احقرالعباد محمد خالد حنفی
فاضل جامعہ مطلع العلوم کوئٹہ

نام کتاب : پھلوں کی خرید وفروخت کے شرعی احکام

مرتب : احقر العباد محمد خالد حنفی

کمپوزنگ : ابو حنیفہ

صفحات : ٤٢

رابطہ نمبر : ٠٣٣٧٩٧٣٥٥٧٤

نمبر شمار | فہرست مضامین | صفحات

پھلوں کی خرید وفروخت کی مختلف صورتیں

تقریظ

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا شاہ محمد عبدالمالک شاہ چاغوی دامت برکاتہم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

ایک اہم مسئلہ کہ پھلوں کو بدوصلاح سے پہلے یا کئی سال کے لئے باغات فروخت کرتے ہیں، جوکہ ناجائز ہے عوام بوجہ جہالت اور علماء سے مسئلہ دریافت نہ کرنے کیوجہ سے اسطرح ناجائز طریقہ پر کاربار کرتے ہیں۔

عوام کی خیر خواہی اور صحیح رہنمائی کیلئے فاضل نوجوان جناب مولانا محمد خالد حنفی سلمہٗ نے بڑی عرق ریزی اور تحقیق انیق کیساتھ پوری کما حقہ اس مسئلہ کو تحریر فرمائی ہے۔

انشاءاللہ یہ رسالہ عوام اور علماء کیلئے مفید اور رہنمائی کا ذریعہ بنجائیگا، اللہ تعالیٰ فاضل نوجوان کو اس طرح کے مسائل پر تحقیق کرنے اور عوام کی رہنمائی کرنے کی مزید توفیق عطاء فرمائیں. آمین

افقر الی اللہ الغنی محمد عبدالمالک شاہ چاغوی عفی عنہ

۲۰/۵/۲۰۱۹

تقریظ

حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالصمد کردگاپی صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً!

اس میں دو رائے نہیں کہ موجودہ دور کی تجارت میں اگر شرعی تجارتی قوانین نایاب نہیں تو دستیاب بھی نہیں اس کی وجہ سے دین سے بے اعتنائی کے سوا اور کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے فاضل نوجوان مولانا محمد خالد حنفی کو جس نے بڑی عرق ریزی سے ''پھلوں کی خرید وفروخت کے شرعی احکام'' کے نام سے رسالہ مرتب فرما کر وطن عزیز میں مروج باغات کی خرید وفروخت سے متعلق ایک اہم مسئلے کی نشاندہی کی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ مؤلف کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نواز کر دارین کی سعادتوں کا ذریعہ بنادے۔ آمین۔

وصلی اللہ وسلم وبارک علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

(مفتی) عبدالصمد کردگاپی

مفتی واستاذ حدیث جامعہ مطلع العلوم برروری روڈ کوئٹہ

تقریظ

حضرت اقدس مولانا محمد مفتی الفت حیدر خارانی دامت برکاتہم

استاذ مدرسہ مظاہر العلوم چاغی اسٹریٹ فیض آباد کوئٹہ

مولانا محمد خالد حنفی دامت برکاتہم العالیہ......امید کی کرن

ایک تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے باقی خطوں کی بنسبت سرزمین بلوچستان کو سب سے پہلے صحابہ کرامؓ، تابعین و تبع تابعینؒ کی مقدس جماعت کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ یہ وہ خوش قسمت، خوش نصیب اور بابرکت خطہ ہے جہاں سرزمین عرب سے اسلام کی روشنی سب سے پہلے پہنچی اور یہاں برصغیر کی سب سے پہلی مسجد تعمیر ہوئی جہاں سب سے پہلے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اللہ اکبر کے ایمان افروز، فلک شگاف نعرے بلند ہوئے۔ اس خطہ میں دین فطرت کی سربلندی و سرفرازی کے لیے بعض صحابہ کرام نے جام شہادت نوش فرمایا اور یہیں ان کے مزارت بنے۔ برصغیر میں سب سے پہلے یہ خطہ علم القرآن اور علم حدیث کے نور سے منور ہوا۔لیکن کچھ محققین حقیقت سے آنکھیں چراتے ہوئے سندھ کو ''باب الاسلام'' کہتے ہیں جو سراسر ناجائز اور خلاف حقیقت ہے۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر اپنی کتاب ''بلوچستان میں تحریک تصوف'' میں لکھتے ہی:

باب الاسلام ہونے کا شرف حقیقت میں بلوچستان کو حاصل ہوا۔ تاریخ کے

اوراق اس امر کی نقاب کشائی کرتے ہیں کہ 23ھ میں مطابق 643ء میں مکران ربیع بن زیادہ کے ہاتھوں فتح ہوا اور یہاں سے آگے بڑھ کر مسلمان 44ھ بمطابق 664ء میں خضدار پر قابض ہوئے اور اسے دارالحکومت بنایا۔(بلوچستان میں تحریک تصوف،سیرت اکیڈمی بلوچستان کوئٹہ،ص:29)

اسی وقت سے لیکر آج تک یہ بقعہ ارض نور ایمان سے منور ہے اور اسلام کی ضیاء فاشیاں ہر جگہ نمایاں ہیں۔انگریز نے جب بلوچستان پر قبضہ کیا اور یہاں کے باشندوں کو عیسائی بنانے کا کام شروع کیا اور یہاں کی مقامی زبانوں بلوچی اور براہوئی میں انجیل کا ترجمہ کرا کے وسیع پیمانے پر شائع اور مفت تقسیم کیا تو ڈھاڈر کے ایک عالم دین محمد فاضل رحمہ اللہ جو ''شیخ البلوچستان'' کہلاتے ہیں، نے کلی درخان میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا اور عیسائی مشینریوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔

مولانا محمد فاضل درخانی کا قائم کردہ یہ ادارہ بعد میں مکتبہ درخانی کے نام سے موسوم ہوا۔اس ادارہ نے اہلیان بلوچستان کو انگریز کے دام فریب سے بچانے کے لیے گران قدر خدمات انجام دیں۔اس ادارہ نے اصلاح معاشرہ کے لیے مبلغین بھیجے،نونہالاں قوم کی اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے مکاتب کھولے، تعلیم یافتہ افراد کو عیسائی مبلغین کے دام فریب سے بچانے کے لیے قرآن کریم،احادیث طیبہ اور دیگر اسلامی کتابوں کے بلوچی اور براہوئی زبانوں میں تراجم کرائے اور زر کثیر خرچ کر کے ان کو شائع کیا۔عیسائی مشینریوں کو دندان شکن جواب دینے کے لیے مناظرین پیدا

کیے۔ الغرض مکتبہ درخانی نے وہ عظیم الشان خدمت انجام دی کہ انگریز اپنی حکومت کے زور کے باوجود اور عیسائی مبلغین کو کھلی چوٹ دینے کے باوجود ایک بلوچ کو بھی عیسائی نہ بنا سکا۔

مشہور محقق جناب اثیر عبدالقادر شاہوانی مکتبہ درخانی کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''مکتبہ درخانی کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتابوں اور علمائے حق کی مساعی جمیلہ کے سبب فرنگی ایک بھی بلوچستانی کو عیسائی نہ بنا سکا۔ بلکہ اسلامی اشاعتی وتبلیغی ادارے کی بدولت تعلیم وتربیت اور درس تدریس کو فروغ ملا اور اس طرح بلوچستان میں علم کا نور پھیلتا گیا۔ (بلوچستان مذہبی، علمی، فکری، رجحانات اور مکتبہ درخانی، براہوئی اکیڈیمی، ص:52)

علمائے بلوچستان کے بالعموم اور وادی بولان کے علماء کے بالخصوص کی یہ خدمات ہیں جن میں کسی دوسرے خطہ ارضی کے علماء ان کے برابر نہیں ہو سکتے ہیں، لیکن ایک عرصہ سے یہ مشاہدہ میں آ رہا ہے کہ اتنی خدمات جلیلہ کے حامل سرزمین کے علماء ماضی قریب میں کوئی قابل قدر علمی خدمات نہیں دے سکے ہیں، لیکن پچھلے دنوں جب مفتی عبدالصمد صاحب (استاذ حدیث جامعہ مطلع العلوم کوئٹہ) نے مولانا محمد خالد حنفی کی کتاب ''پھلوں کی خرید وفروخت کے شرعی احکام'' دکھائی تو بے ساختہ میری زبان پر علامہ اقبالؒ کا یہ شعر آیا:

نہ ہونا مید اقبال اپنی کشت ویران سے
ذرانم ہو مٹی، بڑی زرخیز ہے ساقی!

مولانا موصوف کی مساعی جمیلہ کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ اپنا آپ کو دہرا رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے شیخ البلوچستان محمد فاضل کے دیس وادی بولان میں ایک مربی و مصلح موصوف کی شکل میں مبعوث فرمایا ہے۔

مولانا نے اپنی کتاب میں ایک اہم مسئلہ پھلوں کی خرید فروخت کو اکابر کے فتاویٰ کے روشنی میں جامع انداز میں منقح کیا ہے۔

مولانا موصوف کی درج ذیل کتابیں (ورسائل) بھی زیر ترتیب ہیں:

سید البشر محمد رسول اللہ ﷺ کے سلسلہ نسب کی مدلل تحقیق۔

ردالهمام على حسن العمائم كطلوع الغمائم.

تبلیغی جماعت علمائے عرب وعجم کے آئینہ میں۔

روزہ کی حالت میں انجکشن لگانے کا شرعی حکم۔

نماز جنازہ پڑھانے کا حقدار کون ہے؟

معدنیات کا شرعی حکم۔

اجرتِ تراویح کا شرعی حکم۔

الرسالة العاليه فى تحقيق الجماعة الثانية.

مولانا موصوف امید کی ایک کرن ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا

موصوف مکتبہ درخانی کے خلف الرشید ثابت ہوں اور اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشیں اور امت محمدی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کو آپ کی فیوضات وبرکات سے مستفیض فرمائے۔آمین

احقر العباد

(حضرت مولانا مفتی) الفت حیدر خارانی (دامت برکاتہم)

استاذ مدرسہ مظاہر العلوم چاغی اسٹریٹ فیض آباد کوئٹہ

تقریظ

حضرت اقدس مولانا محمد عارف صاحب دامت برکاتہم

الحمدللّٰہ و کفٰی وسلام علی عبادہٖ الذین اصطفٰی

امابعد!

فاضل نوجوان حضرت مولانا محمد خالد حنفی صاحب کے مرتب شدہ رسالہ پھلوں کی خرید وفروخت کے شرعی احکام کو دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی اتنی کم عمری میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو تحریر وتصنیف میں جو صلاحیت عطاء کی ہے جس موضوع پر قلم اٹھاتا ہے اس موضوع کا کما حقہ حق ادا کرتا ہے تحریر میں، اور ایسا لگتا ہے کہ یہ اُسی فن میں ماہر ہے حالانکہ ہر فن میں اس کو مہارت ہے جس موضوع پے قلم اٹھاتے ہیں اُس پر علم کا دریا بہا دیتے ہیں حوالہ جات کے ڈھیر لگا دیتے ہیں یہ مختصر رسالہ غالبًا (۴۱) صفحات پر مشتمل ہے لیکن اس میں بڑے بڑے کتب کبار مشائخ کے فتویٰ جات سے دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں تقریباً (۳۸) کتب کے مأخذ پیش کر کے تخریج کتب کا حق ادا کیا ہے اب اس میں تقریظ تصدیق کی کیا ضرورت ہے۔

یہ ان اکابر کے حوالہ جات ہیں کہ آنکھیں بند کر کے ان پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

عیاں را چہ بیان

الفقیر الی اللّٰہ محمد عارف باللّٰہ

۲۰۲۰/۱۰/۲۰ اکتوبر بروز منگل بوقت

ٹھیک ۴: بجے شام بمطابق ۲ ربیع الاول ۱۴۴۲.

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

الحمد للّٰہ الذی کفی وسلام وعلیٰ عبادہ الذین اصطفی اَمّابعد !

ایک سال قبل استاذ محترم ومکرم شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا شاہ محمد عبدالمالک شاہ صاحب دامت برکاتہم نے حکماً فرمایا تھا کہ ’’ بدوصلاح کے بعد بشرط الترک علی الاشجار‘‘ پھلوں کی بیع کے بارے میں امام محمد رحمہ اللہ اور شیخین (امام ابوحنیفہ وامام ابو یوسف)رحمہما اللہ کے درمیان جو اختلاف ہے،(اسلاف کی کتابوں سے) اس کی تحقیق کرلوں کہ مفتیٰ بہ قول کس کا ہے؟

لہٰذا اللہ پاک کے فضل اور استاذ محترم کی دعاؤں کی برکت سے میں نے اس مسئلہ کو اور اس کے ساتھ ساتھ پھلوں کی بیع کے بارے میں چند دوسرے اہم مسائل کو جمع کر کے انہیں ترتیب دے کر استاذ محترم کے خدمت میں پیش کیا لہٰذا جب استاذ محترم نے انہیں پڑھا تو اظہار مسرت فرمایا،اور اب چند روز قبل بعض بزرگوں کی طرف سے یہ خواہش ظاہر کی گئی کہ ان مسائل کو کمپوٹرائزڈ کیا جائے،لہٰذا اب میں نے انہیں رسالہ کی شکل میں ترتیب دی ہے،اللہ پاک سے دعاء ہے کہ اس مختصر سی کاوش کو اپنے بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (اٰمین)

بندہ محمد خالد حنفی

۱۰/۵/۲۰۱۹

پھلوں کی خرید وفروخت کی مختلف صورتیں

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلّیا !

پہلی صورت: اگر پھل ابھی درخت پر ظاہر ہی نہیں ہوا تو اس کی بیع بالاتفاق حرام ہے۔جیسا کہ آج کل پھل آنے سے پہلے باغات کو ٹھیکے پر دیئے جاتے ہیں اور بائع مشتری سے کہتا ہے کہ اس باغ میں اس سال جو پھل آئے گا وہ میں آپ کو فروخت کرتا ہوں یہ صورت ناجائز ہے اس لیے کہ یہ ایک ایسی چیز کی بیع ہو رہی ہے جو ابھی تک وجود میں نہیں آئی بلکہ معدوم ہے اس لیے اس کے جواز کا کوئی راستہ نہیں۔

ثم ان بیع الثمار قبل ظھورھا اجماعاً ولا خلاف فیه لکونهٖ بیع المعدوم . . .الخ . (تکمله فتح الملھم ، ج:۷ ، ص: ۳۷۰ ، ط، دار التراث العربیّ بیروت لبنان)

وقال الشامی: قال فی الفتح : لاخلاف فی عدم جواز بیع الثمار قبل ان تظھر..الخ. (ردالمحتارعلی الدر المختار، ج: ۷، ص: ۸۵،ط،دارعالم الکتب ریاض)

وقال العینی:وبیع الثمارقبل الظھور لایجوز بالاجماع.

(البنایه شرح الھدایة، ج: ۷، ص: ۳۷، ط، دارالکتب العلمیةبیروت لبنان/

فتـاوی عـالـمـگیـری، ج:۳، ص:۱۰٦/تـقـریر ترمذی، ج: ۱، ص: ۸۸، ط، میمن اسلامك پبلشرز)

دوسری صورت: اگر پھل درخت پر ظاہر ہو چکا ہو۔لیکن ابھی پکا نہ ہوتو ایسے پھل کی بیع کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) بیع بشرط القطع (۲) بیع بشرط الترک (۳) مطلق عن شرط القطع و الترک.

بیع بشرط القطع کا حکم: پھل کی بیع ہو جانے کے بعد بائع مشتری سے یہ کہہ دے کہ یہ پھل ابھی توڑ کر لے جاؤ اور پھل فی الحال توڑ کر لے جانا بیع کے اندر مشروط ہو تو بیع کی یہ صورت بالاتفاق جائز ہے اس کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ امام ابن ابی لیلیٰؒ اور سفیان ثوریؒ اس صورت کو بھی ناجائز کہتے ہیں۔

وقـال شیـخ الاسـلام مـحـمـد تـقی العثمانی : وامّا بیعها بعد الظهور قبل بدو صلاحها فله صور ثلاثة .

(الاولیٰ): ان یشتـرط البـائـع علی المشتری ان یقطعها فوراً ولایترکها علی الاشجار. وهذه الصورة جائزة باجماع الائمة الأربعة و جـمهـور فـقهـاء الامصار، الّا ماحکاه الحافظ فی الفتح (۴: ۳۲۹) عـن ابـن ابـی لیـلـیٰ والثوری انهما یقولان ببطلان هذه الصورة ایضاً. الخ. (تـکـمـلـه فتـح الـملهم ، ج:۷، ص: ۳۷۰، ط، داراحیاء التراث العربی

بیـروت لبنان/ فتح الباری ،ج:٤ ،ص:٤٦١ / عمدة القاری، ج: ١٢، ص: ٣، ط،دار الـكتـب الـعـلـميةبیـروت لبـنـان/ تـقـریـر تـرمـذی، ج: ١، ص:٨٩،ط،میمن اسلامك پبلیشرز)

بیع بشرط الترک کا حکم: بائع اور مشتری بیع تو ابھی کرلیں، لیکن عقد بیع کے اندر ہی شرط لگادیں کہ یہ پھل درخت پر چھوڑ دیا جائے گا پکنے کے بعد مشتری یہ پھل کاٹ کرلے جائے گا۔ ایسی بیع کو بیع بشرط الترک کہتے ہیں ۔ یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے البتہ امام یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ اس صورت کو بھی جائز کہتے ہیں۔

قال شیخ الاسلام محمد تقی العثمانی : والصورة الثانیة : ان یشتـرط الـمشتـری تـرک الثـمـارعلی الاشجار حتیٰ یحین الجذاذ، وهـذه الـصـورـة بـاطـلة بـالاجماع ولایصح البیع فیها عند احد الّاما حـکاه الحافظ فی الفتح عن یزید بن ابی حبیب ، انه یقول بجواز هذه الـصـورـة ایـضـاً، وامّـا سـائراهل العلم، ومنهم الحنفیة فیقولون بعدم جوازه . (تـکمله فتح الـملهم ،ج:٧، ص : ٣٧٠، ط،داراحیاء التراث لعربیّ بیروت لبنان)

وقـال الـعـلامة الـمـحـدّث الکبیر محمدزکریا الکاندهلوی رحـمـه الـلّـه : قـال الـبـاجی : ان بیع الثمرة قبل بدوالصلاح یقع علی ثـلاثة أوجه : وذکرمنها ؛ ان یشترط التبقیة ، قال : وهذا لاخلاف فی

منعه الاماروی عن یزید بن ابی حبیب فی العریة ...الخ. (اوجز المسالك الی مؤطامالك،ج:۱۲،ص:۳۸۹۔۳۹۰،ط،دارالقلم دمشق/ فتح الباری ،ج: ٤،ص : ٤٦١،ط/ عمدة القاری، ج:۱۲،ص:۳ ،ط،دار الکتب العلمية بیروت لبنان/ تقریر ترمذی،ج: ۱،ص :۸۹،ط ،میمن اسلامك پبلشرز)

مطلق عن شرط القطع والترک کاحکم: بیع تو ابھی مکمل کرلیں اورترک یا قطع کی کوئی شرط عقدِ بیع کے اندر نہ لگائیں، ایسی بیع کومطلق عن شرط القطع والترک کہتے ہیں اس صورت کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہےامام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کےنزدیک یہ بیع جائز ہےاورائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کےنزدیک ناجائز ہے۔

قال شیخ الاسلام محمد تقی العثمانی : والصورة الثالثة : أن یقع البیع مطلقاً،ولا یشترط فیه قطع ولا ترک فهذه الصورة محل خلاف بین الائمة ، فقال مالکؒ والشافعیؒ واحمدؒ : البیع فیها باطل کما فی الصورة الثانية وقال ابوحنیفة رحمه اللّٰه: البیع فیها جائز کالصورة الاولیٰ ویجوز للبائع ان یجبری المشتری علی قطع الثمار فی الحال ، والیٰ هذا المذهب یظهر جنوح البخاری ، کما أشار الیه الحافظ فی باب اذا باع الثمار قبل أن یبدو صلاحها ثم أصابته عاهة

فهومن البائع (۴: ۳۳۲)، وهو مذهب الزهری کما حکی عنه البخاری فی هذا الباب. (تکمله فتح الملهم، ج:۷، ص: ۳۷۰، ط، دار احیاء الترا ث العربیّ بیروت لبنان)

وقال العلامة المحدّث الکبیر محمد زکریا الکاند هلویؒ: قال الموفق: الثالث: أن یبیعها مطلقاً ولم یشترط قطعاً ولا تبقیة، فالبیع باطل، وبه قال مالکؒ والشافعیؒ، وأجازه أبوحنیفهؒ. الخ. (اوجز المسالک الی موطا مالک، ج: ١٢، ص: ٣٩٠، ط، دار القلم دمشق)

وقال العلامة العینی الحنفی رحمه اللّٰه: امّا قبل بدو الصلاح، اذا اشتراها مطلقاً یجوز عندنا، وعند الشافعی ومالک أحمد رضی اللّٰه عنهم لایجوز البیع. الخ. (البنایه شرح الهدایه، ج: ٨، ص: ٣٧، ط، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان/ البحر الرائق، ج: ٥، ص: ٢٠٥، ط، دارالکتب العلمیةبیروت لبنان/ فتاوی عالمگیریه، ج: ٣، ص: ١٠٦)

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ:

تیسری صورت یہ ہے کہ درخت پر لگا ہوا پھل خرید تو لیا اور اس میں کوئی شرط بھی نہیں لگائی یعنی نہ قطع کرنے کی شرط ہے اور نہ درخت پر چھوڑنے کی شرط ہے مطلقاً

"عن شرط القطع والترک بیع" کی گئی۔

اس میں اختلاف ہے: ائمہ ثلاثہ یعنی امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اس بیع کو بھی ناجائز کہتے ہیں یعنی اس کو ملحق کرتے ہیں بشرط الترک کے ساتھ۔

اور امام ابوحنیفہؒ اس کو جائز کہتے ہیں کہ جب "مطلق عن شرط القطع والترک" ہے، کوئی شرط نہیں لگائی گئی تو یہ حکم میں شرط القطع کے ہے کیونکہ بائع کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی بھی وقت مشتری سے کہے کہ پھل لے جاؤ اور ہمارا درخت خالی کردو تو یہ جائز ہے۔ (انعام الباری، ج:٦، ص:٣٦٨۔٣٦٧، ط، مکتبۃ الحرا ء، الدر المنضود علی سنن ابی داؤد، ج:٥، ص:٣٥٤، ط، مکتبۃ الشیخ کراچی، تقریر ترمذی، ج:١، ص:٨٩، ط، میمن اسلامک پبلشرز)

تیسری صورت: دوسری صورت میں ساری گفتگو بدو صلاح سے پہلے پھلوں کے بارے میں تھی۔ جہاں تک بدوصلاح کے بعد بیع کا تعلق ہے تو ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک بدوصلاح کے بعد ہر صورت میں بیع جائز ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بدوصلاح کے بعد بیع کرنے میں بھی وہی تفصیل ہے جو بدوصلاح سے پہلے بیع کرنے میں ہے، یعنی شرط قطع کے ساتھ جائز، اور مطلق عن الشرط بھی جائز۔ اور بشرط الترک ناجائز۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں (بعض فقہاء کے نزدیک امام ابو یوسفؒ بھی امام محمدؒ کے ساتھ ہے) کہ اگر پھل کا حجم یعنی سائز مکمل ہو چکا ہو اور اس کے مزید بڑھنے کا امکان نہ ہو تو اس صورت میں بشرط الترک بھی جائز ہے لیکن

اگر مزید بڑھنے کا امکان ہوتو اس صورت میں ''بشرط الترک'' جائز نہیں۔ وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ جب ابھی پھل کے بڑھنے کا امکان ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پھل کا کچھ حصہ ابھی تک معدوم ہے اور اس معدوم کی بھی بیع ہو رہی ہے، اور معدوم کی بیع ناجائز ہے۔ لہٰذا فتویٰ امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ہے۔

قال شیخ الاسلام محمد تقی العثمانی : وامّا بیع الثمار بعد بدو صلاحها فله صور ثلاثة ایضاً، الاولیٰ:أن تباع بشرط القطع، والثانیة :أن تباع بشرط ترکها علی الاشجار ، والثالثة : أن تباع مطلقاً، فالشافعی ومالک و احمد رحمهم اللّٰه یجوزون البیع فی الصور الثلاث کلها ....وامّا ابو حنیفة وابو یوسف رحمهما اللّٰه تعالیٰ فقالا : یجوز بشرط القطع وفی صورة الاطلاق ، ویفسد بشرط الترک ، ویجب علی المشتری فی صورة الاطلاق أن یقطعهااذا طالب به البائع .....وامّا محمد بن الحسن رحمه اللّٰه ففصل المسألة وقال : لو کان البیع بشرط الترک بعد ما تناهی عظم الثمار جازالبیع استحساناً للعرف، ولو لم یتناه عظمها فسد بشرط الترک ، واستدل له صاحب الهدایة فیما لم یتناه عظمها بأنه لما شرط ترکها علیٰ الاشجار شرط فی البیع الجزء المعدوم من الثمار ، وهو الذی لمعنی من الارض أو الشجر.الخ. (تکمله فتح الملهم ،ج:

٧، ص: ٣٧٥،ط، دار احياء التراث العربى بيروت لبنا ن)

وقال شيخ الاسلام محمد تقى العثمانى : أن تباع الثمار بعد ما تناهى عظمها وبدا صلاحها ، فشرط الترك فى هذه الصورة جائزة عند محمد رحمه اللّٰه، وبه أفتى كثير من المشايخ لعموم البلوىٰ، واختاره الطحاوى و اليه مال ابن الهمام و ابن عابدين ، كما ورد فى رد المحتار (٤ : ٤٣ و ٤٤)، ففى هذه الصورة سعةً أيضاً عند عموم البلوىٰ. (تكمله فتح الملهم ، ج:٧، ص: ٣٧٧ـ٣٧٨، ط ، دار احياء التراث العربى بيروت لبنان)

فى الدر المختار: (و ان شرط تركها على الاشجار فسد) البيع كشرط القطع على البائع . حاوي (وقيل) قائله محمد(لا) يفسد(اذا تناهت) الثمرة للتعارف فكان شرطاً يقتضيه العقد (و به يفتى) بحر عن الأسرار. لكن فى القهستانى عن المضمرات أنه على قولهما الفتوىٰ، فتنبه.

وقال العلامة ابن عابدين الشامى تحته : (وبه يفتى) قال فى الفتح: ويجوز عند محمدؒ استحساناً، وهو قول الائمة الثلاثة، و اختاره الطحاوىؒ لعموم البلوىٰ. قوله (بحرعن الاسرار) عبارة البحر: و فى الاسرار الفتوىٰ على قول محمدؒ،و به اخذ الطحاوىؒ و فى

المنتقىٰ : ضمّ اليه ابا يوسفؒ، وفي التحفة والصحيح : قولهما.....

(فتنبه) اشار به الىٰ اختلاف التصحيح وتخيير المفتى فى الافتاء بأيهما شاء، لكن حيث كان قول محمدؒ هو الاستحسان يترجح على قولهما. تأمل . (رد المحتار على درالمختار ، ج: ۷، ص: ۸۶.۸۷،ط، دار عالم الكتب رياض)

قطب الاقطاب فقیہ النفس حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

جواب آپ کے مسائل کا یہ ہے اول بیع کرنا مول کا درست نہیں اور یہ بیع کرنا باطل ہے اس واسطے کہ بیع یہاں ثمر ہے اور اس کا کہیں وجود نہیں اور معدوم کی بیع باطل ہے۔فقط

دوسرے اگر ثمر نکل آیا اور وہ قابل نفع کے ہوگیا تو اس کی بیع جائز ہے اسی وقت کاٹ لے اور اگر شرط رکھنے کی ہوگی جیسا کہ دستور ہے تو بیع فاسد ہوگی اور اگر ثمر ایسا ہوگیا کہ اب زیادہ نہ بڑھے گا تو اس کی بیع درست ہے کیونکہ اس کے سب اجزاء موجود ہو چکے ہیں۔فقط تغیر وصف باقی ہے۔اور یہ اخیر شکل امام محمدؒ کے یہاں درست ہے اور اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے۔امام صاحبؒ کے نزدیک یہ بھی درست نہیں ،مگر امام صاحبؒ کے قول پر فتویٰ نہیں دیا گیا.الخ۔(فتاوی رشیدیہ،ص:۴۹۶،ط، دارالاشاعت کراچی)

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ:

جب ثمار کا تناہی عظم ہو چکا ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک **بیع بشرط التبقیة** بھی استحساناً جائز ہے **خلافاً للشیخین، واختار الطحاوی قول محمدؒ لعموم البلویٰ، والیه مال ابن الھمام وابن عابدین کما فی رد المحتار.**

(درس مسلم، ج:۲،ص:۸۴-۸۵، ط، ادارۃ المعارف کراچی)

حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالحلیم قاسمی بستوی مدظلہ شرح الھدایۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

وکذا اذا تناھی الخ کا حاصل یہ ہے کہ اگر پھل اپنی مقدار معروفہ کے مطابق پل اور بڑھ گئے، اور آئندہ ان کی حجم اور سائز میں کسی بھی طرح کا کوئی اضافہ متوقع نہیں ہے، پھر کسی نے انھیں بشرط الترک خریدا تو حضرات شیخین رحمۃ اللہ علیہما کے یہاں اس صورت میں بھی بیع فاسد ہوگی، اسی دلیل سابق کی وجہ سے کہ یہ شرط مقتضائے عقد کے خلاف ہے، البتہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کی عادات اور ان کے تعامل کی بنا پر اس صورت کو بہ طور استحسان جائز قرار دیتے ہیں، یہی ائمہ ثلاثہ کا بھی مسلک ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے، اس لیے کہ فقہ کا یہ مسلم اصول ہے کہ الضرورات تبیح المحظورات ضرورتوں کے پیش نظر ممنوعات مباح ہو جایا کرتی ہیں، لہٰذا یہاں بھی امام محمد علیہ الرحمۃ نے لوگوں کی ضرورت اور ان کی عادت کے پیش نظر اس کی اجازت دی ہے۔ (احسن الھدایہ، ج:۸، ص:۴۹، ط، مکتبہ رحمانیہ/ البنایۃ شرح

الھدایۃ، ج:۸،ص:۳۹،دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان/تسہیل الحقائق، ج:۲،ص: ۱۲، ط،مکتبۃ الارشد کوئٹہ/ حاشیہ نصب الخباء فی تعین ما علیہ الفتوی علی الھدایۃ، ج:۳، ص:۱۳،۱۳،التعلیق الصبیح علی مشکاۃ المصابیح، ج:۳،ص:۳۱۸)

چوتھی صورت: ماقبل میں گزر چکا ہے کہ اگر پھل ابھی تک ظاہر ہی نہیں ہوئے ہوں تو ان کا فروخت کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں، لیکن اگر درخت پر کچھ پھل ظاہر ہوئے ہوں اور کچھ ظاہر نہ ہوئے ہوں تو اگر معدوم پھلوں کو موجودہ پھلوں کے ساتھ فروخت کیا جائے تو اس صورت میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، پس ظاہر روایت یہ ہے کہ یہ صورت بھی ناجائز ہے، لہٰذا بعض بزرگوں نے ظاہر روایت ہی کو ترجیح دی ہے۔

ولو باع کل الثمار وقد ظھر البعض دون البعض فظاھر المذھب أنه لایصح وکان شمس الائمة الحلوانیؒ والفضلیؒ یفتیان بالجواز فی الثمار والباذنجان والبطیخ و غیر ذٰلک و یجعلان الموجود اصلاً فی العقد والمعدوم تبعاًاستحساناًلتعامل الناس والاصح انه لایجوز ،کذا فی المبسوط. (فتاوی عالمگیری، ج: ۳، ص:١٠٦)

والاصح ماذھب الیه السرخسیؒ من عدم الجواز فی المعدوم وھو ظاھر المذھب کذافی المعراج. (البحرالرائق ، ج:٥، ص: ٥٠٤،

ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

لیکن دوسری طرف عوام میں بڑھتا ہوا تعامل کہ کچھ پھل آتے ہی باغ فروخت کر دیا جاتا ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے بعض فقہاء نے اس میں نرم روی اختیار کی ہے جیسا کہ علامہ حلوانیؒ نے اس کو جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ اکثر پھل نکل آئے ہوں اور کچھ باقی ہوں۔

أَفتى الحلواني بالجواز لو الخارج أكثر. (الدرالمختار، ص: ۳۹۹ ، ط ، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

شمس الائمہؒ نے امام فضلیؒ سے نقل کیا ہے کہ وہ پھل کہ اکثر اور کم تر حصہ کی قید کے بغیر اس معاملہ کو جائز قرار دیتے ہیں کہ پھل کے کچھ تعداد نکل آئی ہو اور کچھ پھل ابھی نہ آیا ہو بلکہ جو پھل موجود ہو اس کو اصل سمجھا جائے گا اور بعد کو نکلنے والا پھل اس کے تابع ہو کر معاملہ میں شامل رہے گا۔ اور امام فضلیؒ کہتے ہیں کہ لوگوں کا انگور کی خرید و فروخت میں اسی نوعیت کا تعامل ہو گیا ہے اور اب ان کو اس سے روکنے میں حرج ہے اس لیے استحساناً میں اس کو جائز قرار دیتا ہوں۔

اور اس پر اس بات سے بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ امام محمدؒ درخت پر لگے ہوئے گلاب کی خرید و فروخت کی اجازت دی ہے۔ حالانکہ گلاب کے پھول یکبارگی نہیں نکلتے اور کھلتے ، بلکہ یکے بعد دیگرے نکلتے ہیں۔

لہٰذا بعض فقہاء کرام نے لوگوں کے عام تعامل کو سامنے رکھتے ہوئے اس

مسئلہ میں امام فضلیؒ ہی کی رائے پر عمل کیا ہے اور علامہ شامی رحمہ اللہ نے خوب لکھا ہے کہ دمشق وغیرہ میں جہاں کثرت سے باغات ہیں وہاں اسی خرید وفروخت کا تعامل ہوگیا ہے جہل کے غلبہ کی وجہ سے معدود چند لوگوں کو چھوڑ کر عام لوگوں سے اس پر عمل کرنے کا تقاضہ ممکن نہیں اور ان کو اس سے باز رکھنا بھی مشکل ہے پھر چونکہ شہروں میں جو پھل آتا ہے وہ اسی طریق پر، اس لئے پھل کا کھانا ہی حرام ہوجائے گا۔ پس اب اس بیع نے ضرورت کا درجہ اختیار کرلیا ہے، لہٰذا جس طرح انسانی ضرورت کی رعایت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع سلم کی اجازت دے دی حالانکہ وہ ایک شئی معدوم کی بیع ہے اسی طرح پھلوں کی خرید وفروخت کی نوعیت کے معاملات کو بھی درست کہنا چاہیے۔ (مستفاد: جدید فقہی مسائل)

قال شيخ الاسلام محمد تقی العثمانی : ان تباع سائر ثمار الشجر أو البستان فی حين ظهر بعضها، وفيه خلاف بين مشايخنا الحنفية، فظاهر المذهب انه لايجوز ايضاً ، لكن افتى شمس الائمه الحلوانی رحمه اللّٰه تعالىٰ بأنه لو كان الخارج اكثر جاز البيع فی الجميع، و به افتى الفضلیؒ، بل يظهر من عبارته انه لايشترط كون الخارج اكثر، بل يجعل الموجود اصلاً فی البيع وما يحدث بعد ذٰلک تبعاً له ، ويقول : استحسن فيه لتعامل الناس فانهم تعاملوا بيع ثمار الكرم بهذه الصفة ، ولهم فی ذٰلک عادة ظاهرة ، وفی نزع

الناس من عادتهم حرج . حكاه ابن الهمام فى الفتح (٥:٥٠١) ثم قال: وقد رأيت رواية فى نحو هذا عن محمدؒ ، وهو بيع الورد على الاشجار ، فان الورد متلاحق ، ثم جوز البيع فى الكل بهذا الطريق، وهوقول مالك رحمه اللّٰه تعالىٰ .

والحاصل أن هذه الصورة وان كانت غير جائزة فى اصل المذهب، غير ان فيها سعة عند عموم البلوىٰ ، وفى هذه الصورة يقول العلامة ابن عابد ين الشامى رحمه اللّٰه : لايخفى تحقق الضرورة فى زماننا، ولا سيما فى مثل د مشق الشام كثيرة الاشجار والثمار، فانه لغلبة الجهل على الناس لايمكن الزامهم بالتخلص باحد الطرق المذكورة ..... وفى نزعهم عن عاد تهم حرج كما علمت ، ويلزم تحريم اكل الثمار فى هذه البلدان، اذ لا تبا ع الا كذلك، والنبى صلى اللّٰه عليه وسلم انّما رخص فى السلم للضرورة مع انه بيع المعدوم ، فحيث تحققت الضرورة هنا ايضاً امكن الحاقه بالسلم بطريق الدلالة فلم يكن مصادماً للنص ، فلذا جعلوه من الاستحسان ، لان القياس عدم الجواز ، فظاهر كلام الفتح الميل الى الجواز، ولذا اورد له الرواية عن محمدؒ ، بل تقدم ان الحلوانیؒ رواه عن اصحابنا، وماضاق الامر الّا اتسع، ولايخفىٰ ان هذا مسبوغ للعدول عن ظاهر

الـروايـة، كـمـا يـعـلـم مـن رسالتنا المسماة نشر العرف فى بناء بعض الاحـكـام عـلـى الـعـرف، فـراجـعها، كذا فى رد المحتار(٤: ٤٣) .
(تـكـمـلـه فتـح الـمـلهم ،ج: ٧،ص: ٣٧٦_٣٧٧، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

(الـمادة:٢٠٧): ماتتلاحق أفراده يعنى أن لايبرز دفعةً واحدةً بـل شيـئـاًبعد شيء كالفواكه والأزهار والورق والخضروات اذا كان برز بعضها يصح بيع ما سيبرز مع ما برز تبعاً له بصفقة واحدة .

قـد جوز هذا البيع استحساناً للعرف والتعامل فالبيع أصلاًفى الـمـوجود وتبعاً فى المعدوم (انقروى، انظرمضبطة المجلة) أما بيع الثمر الذى لم يبرز منه شيء فبيعه باطل كما مر فى المادة (٢٠٥) .

وبـعض الفقهاء يشترط لجوازهذا البيع أن يكون الثمر الذى ظهرأكثرمما لم يظهرليكون للأكثر حكم الكل وبعض العلماء لايشترط هذا الشرط والظاهرمن المجلة اختيارالقول الثانى. (دررالحكام شرح مجلة الاحكام ،ج:١ ،ص:١٨٢_١٨٣ ،ط،دار عالم الكتب رياض)

وقال العلامة احمد بن يونس الشلبى: (قوله وكذا فى الباذنجان والبـطيخ): قال الاتقانى رحمه اللّه وأما ما يوجد من الزرع بعضه بعد وجـود بـعـض كـالبـاذنـجان والبطيخ والكراث ونحوها قال أصحابنا

يجوز بيع ما لم يظهر. (حاشيه الشيخ احمد بن يونس الشلبي على تبيين الحقائق ،ج:٤ ،ص:١٢ / ومجمع الانهر شرح ملتقى الابحر، ج: ٣، ص: ٢٩، ط،دار الكتب العلمية بيروت لبنان/ وفتح القدير ،ج:٦ ،ص: ٢٦٩، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان/ والشامي، ج:٧، ص:٨٥-٨٦،ط،دار عالم الكتب رياض)

فقیہ العصر حضرت اقدس مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں تفصیلی کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

(۴): کچھ پھل ظاہر ہوا اور کچھ ظاہر نہیں ہوا تو اس میں بھی اختلاف ہے، جواز راجح ہے۔(احسن الفتاوی، ج:٦ ،ص:۴۸٦ ، ط،ایجوکیشنل پریس کراچی)

شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ:

اس مسئلہ میں میں یہ سمجھتا ہوں (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم) کہ شرط الترک کے ساتھ اگر بیع ہو تو جائز ہے لیکن اس صورت کے ساتھ متعلق ہے جبکہ ثمرہ ظاہر ہو گیا ہو، اگر ظاہر نہیں ہوا تو جواز کی کوئی صورت نہیں، اور اگر کچھ ظاہر ہوا اور کچھ ظاہر نہیں ہوا ہو تو حنفیہ میں سے امام فضلیؒ یہ فرماتے ہیں کہ جو حصہ ظاہر نہیں ہوا اس کو ظاہر شدہ ثمرہ کے تابع مان لیں گے اور یوں تبعاً اس کی بیع کو بھی جائز کہتے ہیں۔

یہ سب کچھ فقہاء کرام نے اس لیے کیا ہے یہ عجیب قصہ ہے کہ اوّل دن سے

آج تک باغات میں پھلوں کی جو بیع ہوتی آئی ہے وہ اس طرح سے ہوتی آئی ہے کہ کوئی بھی اس کی بیع کے لئے پھل کے مکمل پکنے کا انتظار نہیں کرتا۔ یہ طریقہ ساری دنیا میں ہے اور یہ عالمگیر طریقہ ہے۔

تو ہر دور کے فقہاء کرام نے یہ محسوس کیا کہ یہ عموم بلویٰ کی صورت ہے اور عموم بلویٰ کی صورت میں اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کو قواعد شرعیہ پر منطبق کیا جائے۔ اور تحریم سے بچنے کی کوئی بھی اصل شرعیہ نکلتی ہو تو اس کو اختیار کیا جائے تا کہ لوگوں کو حرج لازم نہ آئے، لہٰذا اسی زمانے کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف توجیہات اختیار کی گئیں۔

شیخ الاسلام مدظلہ اس بحث کے آخر میں فرماتے ہیں کہ:

لہٰذا خلاصہ یہ ہے کہ ظہور سے پہلے جواز کی کوئی صورت نہیں البتہ اگر تھوڑا سا بھی ظہور ہو گیا ہو تو پھر بیع ہو سکتی ہے اور اس میں شرط الترک بھی جائز ہے۔ (انعام الباری، ج:٦، ص:۳۴۷-۳۴۷، ط، مکتبۃ الحراء کراچی)

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد اسحاق دامت برکاتہم ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

وفی الدر المختار: امّا قبل الظهور فلا يصح اتفاقاً. روایت بالا سے معلوم ہوا کہ پھلوں کو ظاہر ہونے سے قبل فروخت کرنا بالاتفاق ناجائز ہے اور پھل نکل آنے کے بعد اس کی بیع جائز ہے۔ جبکہ پھل قابل انتفاع ہوں اور اگر پھل

تھوڑا تھوڑا آتا ہو تو بعض کے ظاہر ہونے سے بیع درست ہوگی ....الخ۔ (فتاوی مفتی محمود، ج:۸،ص:۲۹۶، ط،اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)

حضرت اقدس مولانا مفتی شبیر احمد القاسمی مدظلہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

فصل آنے سے پہلے باغات کے پھل بیچنا ناجائز ہے؛ البتہ آم وغیرہ چونکہ اس کے پھل ایک مرتبہ میں نہیں پکتے؛ لہٰذا ان کو بعض پھل آنے کے بعد فروخت کرنا جائز ہے....الخ۔ (فتاوی قاسمیہ، ج:۱۹،ص:۴۶۹، ط،مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، ہند)

حضرت اقدس مولانا مفتی سیّد محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

امرود کے باغ میں اگر تھوڑے بہت پھل آچکے ہیں تو ابتلاء عام کی وجہ سے اسی حالت میں فقہاء کرام نے اس باغ کی فصل بیچنے کی گنجائش دی ہے اور اگر ابھی بالکل پھل اور پھول نہیں آئے ہیں تو اس حالت میں باغ کی فصل بیچنا جائز نہیں۔الخ۔ (کتاب النوازل، ج:۱۰،ص:۴۸۴، ط،المرکز العلمی للنشر والتحقیق، لال باغ مراد آباد، ہند)

حضرت مولانا مفتی محمد جعفر صاحب ملی رحمانی دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ:

اگر درخت پر کچھ پھل ظاہر ہو، اور کچھ پھل ظاہر نہ ہوں تو معدوم پھلوں کی بیع کو موجود پھلوں کے تابع بنا کر جائز قرار دیا جائے گا۔ (محقق و مدلل جدید مسائل، ص:

۳۰۳،۳۰۴،غایۃ الاوطار،ج:۳،ص:۳۳،ط،ایجوکیشنل پریس کراچی)

پانچویں صورت: مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کوفروخت کیا اوران درختوں میں سے چند درخت متعین کر کے استثناء کرلیا تو یہ بیع جائز ہے۔البتہ بجائے درخت متعین کرنے کے ایک من یا آدھامن وغیرہ متعین کر کے استثناء کرلیا،تو اس میں فقہاء کرام رحمھم اللہ کے درمیان اختلاف ہے،حسن بن زیادرحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ استثناء صحیح نہیں۔امام طحاوی رحمہ اللہ نے اسی قول کواختیار کیا ہے۔کیونکہ استثناء کرنے کے بعد جوپھل باقی رہاوہ مجہول ہے،اورمجہول مبیع کی بیع جائزنہیں ہےاس لئے یہ بیع جائزنہیں ہوگی۔لیکن ظاہرروایت کے مطابق استثناء کی یہ صورت بھی جائز ہے۔کیوں کہ جس شئ کے بارے میں انفراداًعقد کرنا درست ہواس کوعقد سے مستثنیٰ کرنا بھی درست ہے۔لہٰذافتو ی ظاہرروایت پر ہے۔

حضرت مولانا جمیل احمد سکروڈھوی صاحب دامت برکاتہم شرح الھدایۃ میں تحریرفرماتے ہیں کہ:''صاحب ہدایہ یہ فرماتے ہیں کہ مشائخ نے فرمایا ہے کہ درختوں پرپھلوں کے بیچنے اورارطال معلومہ کا استثناء کرنے کی صورت میں بیع کا عدم جواز امام ابوحنیفہؒ سے حسن بن زیادؒ کی روایت ہے۔اوریہی امام طحاویؒ کاقول ہے۔اور امام شافعیؒ اورامام احمدؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔اوررہا ظاہرالروایہ کاحکم تواس کے مطابق ارطال معلومہ کا استثناء کرنے کی صورت میں بھی جائز ہونی چاہئے۔کیونکہ ظاہرالروایہ

میں یہ ضابطہ ذکر کیا گیا ہے کہ جس چیز کو تنہا فروخت کرنا جائز ہے اس کا استثناء کرنا بھی جائز ہے۔ اور جس کو تنہا بیچنا جائز نہیں ہے اس کا استثناء کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ مثلاً اناج کے ڈھیر میں سے ایک قفیز کی بیع جائز ہے تو پورے ڈھیر کو بیچنا اور ایک قفیز کو مستثنیٰ کرنا بھی جائز ہے۔ اور چونکہ فقط حمل کو بیچنا جائز نہیں ہے اس لئے اس کا استثناء کرنا بھی جائز نہ ہوگا۔ مثلاً یوں کہے کہ میں نے اس بکری کو فروخت کیا نہ کہ اس کے حمل کو اوراسی طرح چونکہ حیوان کے تنہا عضو کو بیچنا جائز نہیں ہے اس لئے اس کا استثناء کرنا بھی جائز نہ ہوگا۔ مثلاً یوں کہے کہ میں نے اس بکری کو بیچا لیکن اسکی کھال کو نہیں بیچا۔ پس اسی طرح چونکہ باغ کے پھلوں میں سے ارطال معلومہ کا تنہا بیچنا جائز ہے تو ارطال معلومہ کا استثناء کرنا بھی جائز ہوگا۔ اور رہا یہ کہنا کہ مقدار مستثنیٰ کے بعد جو پھل باقی ہیں وہ مجہول ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ بلاشبہ مجہول ہیں لیکن وزن کے اعتبار سے مجہول ہیں۔ مشاہدہ کے اعتبار سے مجہول نہیں ہیں۔ اور یہاں پھلوں کی بیع اندازہ سے کی گئی ہے نہ کہ وزن سے اور بیع جب اندازہ سے کی جاتی ہے تو مبیع کا وزن یا کیل کے اعتبار سے معلوم ہونا ضروری نہیں ہوتا بلکہ اشارہ اور مشاہدہ سے معلوم ہونا کافی ہوتا ہے اور یہ بات یہاں موجود ہے۔ اس لئے ارطال معلومہ کا استثناء کرنے کے باوجود بیع درست ہوگی۔ اور رہا یہ کہنا کہ بسا اوقات پھل اسی قدر ہوتے ہیں جس قدر کا استثناء کیا گیا ہے تو مبیع ہی معدوم ہو جائے گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں کُل کا استثناء کُل سے ہوگا۔ اور کُل کا استثناء کُل سے باطل ہوتا پس جب استثناء باطل ہو گیا تو بلا استثناء

تمام پھلوں کی بیع ہوئی۔اور بلا استثناء باغ کے تمام پھلوں کی بیع جائز ہوتی ہے۔اس لئے اس صورت میں بھی بیع جائز ہوگی''۔(اشرف الہدایہ،کتاب البیوع،ج:٨،ص: ٥١،ط،دارالاشاعت کراچی)

قال(ولو استثنی منها أرطالا معلومة صح كبيع بر فی سنبله وباقلی فی قشره) أی لو استثنیٰ من الثمار المبيعة المجذوذة أو غيرمجذوذة جاز البيع كما يجوز بيع البر فی سنبله والباقلی فی قشره أما الاول فلان المبيع صار معلوما بالاشارة والمستثنیٰ معلوم بالعبارة فوجب القول بجوازه وروى الحسنؒ عن أبی حنيفةؒ أنه لايجوز لان الباقی بعد الاستثناء مجهول وربما لايبقی بعده شئ فيخلو عن الفائدة أو يكون رجوعا عن العقد قبل القبول فيصح رجوعه على بينا بخلاف ما اذا استثنی نخلا معينا لان الباقی معلوم بالمشاهدة قلنا هذه الجهالة لاتفضی الی المنازعة لان المبيع معلوم بالاشارة وجهالة قدره لا تمنع جواز البيع فی المشار اليه علی ما بينا من قبل ألا تری ان بيعه مجازفة جائز وان كان مجهول العقد وهذا هو بعينه لانه جزاف فيما بقی بعد الثنيا ولان كل ما جاز ايراد العقد عليه بانفراده جاز استثناؤه من العقد ومالا فلا وبيع أرطال معلومة من الثمار جائز فكذا استثناؤها ونظيره بيع شاة معينة من القطيع فانه يجوزفكذا استثناؤها...الخ.(تبيين الحقائق،

كتاب البيوع، ج:٤، ص: ١٢، ١٣، ط، المكتبة الكبرى الاميرية، مصر)

وفي الهداية: قال: ولايجوز أن يبيع ثمرة، يستثنى منها ارطالا معلومة، خلافاً لمالك لأن الباقي بعد الاستثناء مجهول، بخلاف ما اذا باع واستثنى نخلاً معيناً، لأن الباقي معلوم بالمشاهدة، قال: قالوا: هذا رواية الحسن، وهو قول الطحاوي، أما على ظاهر الرواية ينبغي أن يجوز، لأن الأصل أن مايجوز ايراد العقد عليه بانفراده يجوز استثناءه من العقد، وبيع قفيز من صبرة جائز، فكذا استثناءه، بخلاف استثناء الحمل، وأطراف الحيوان لأنه لايجوز بيعه، فكذا استثناءه. (الهداية شرح بداية المبتدى، كتاب البيوع، المجلد الثالث، جزء٥، ص: ٢٧، ٢٨، ط، ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراتشى)

حضرت مولانا نصیب اللہ صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ: ظاہر الروایۃ راجح ہے **لما قال المفتى غلام قادر النعماني: القول الراجح هو ظاهر الرواية ذكر صاحب الهداية دليل ظاهر الرواية اخرا وهذا يشير الى اختياره وترجيحه كما هو دابه.** (القول الراجح:٢/ ١٠)۔ (تسهيل الحقائق شرح كنز الدقائق، كتاب البيوع، ج: ٢، ص: ١٣، ط، مكتبة الارشد كوئٹه)

قال المفتی عبدالحکیم الشاولیکوتی: قوله لایجوز بیع ثمرة آه والراجح یفتی به هو الروایة الثانیة روایة الشرح وهو ظاهر الروایة وهو قول بقیة الأئمة الثلاثة وغیرها واختارها فی المجلة وشروحها والزیلعی وقال بعض المشائخ بترجیح روایة الحسن لکنه ضعیف روایة ودرایة فالاخذ بظاهر الروایة قول الجمهور العلماء وقول المحققین منهم. (حاشیة نصب الخباء فی تعین ماعلیه الفتویٰ علی الهدایة، کتاب البیوع، ج: ٣، ص: ٣٢/ درر الحکام شرح مجلة الاحکام، کتاب البیوع، الفصل الثالث فی بیان المسائل المتعلقة بکیفیة بیع المبیع، ج: ١، ص: ١٩٥، ط، دار عالم الکتب ریاض/ ملتقی الأبحر، مع مجمع الانهر، کتاب البیوع، ج: ٣، ص: ٢٩، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان/ تشریحات ترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی النهی عن الثنیا، ج: ٥، ص: ٢١٥، ط، قدیمی کتب خانه کراتشی/ توضیحات شرح مشکوٰة، ج: ٤، ص: ٥٠٢، ط، المکتبة العربیة کراتشی/ حلال وحرام، ص: ٣٦٥، ٣٦٦، ط، زمزم پبلشرز کراچی/ کتاب النوازل، ج: ١٠، ص: ٤٨٨، ٤٨٩)

خلاصہ بحث:

(ا): پھل بالکل نہ نکلا ہوتو اس کی بیع جائز نہیں جیسا کہ ایک یا کئی سال

کے لیے باغات کی خرید وفروخت ہوتی ہے۔

(۲): پھل درخت پر ظاہر ہو چکا ہو، لیکن ابھی پکا نہ ہو تو ایسے پھل کی بیع کی تین صورتیں ہیں۔ اول: ''بیع بشرط القطع'' یہ صورت بالاتفاق جائز ہے اس کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ امام ابن ابی لیلیٰ ؒ اور سفیان ثوریؒ اس صورت کو بھی ناجائز کہتے ہیں۔

ثانی: ''بیع بشرط الترک'' یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے البتہ امام یزید بن ابی حبیبؒ اس صورت کو بھی جائز کہتے ہیں۔

ثالث: ''مطلق عن الشرط القطع والترک'' اس صورت کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ صورت بھی ناجائز ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے۔

(۳): بدوصلاح کے بعد پھلوں کی بیع کی بھی تین صورتیں ہیں، ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک بدوصلاح کے بعد ہر صورت میں بیع جائز ہے، امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بدوصلاح کے بعد بیع کرنے میں بھی وہی تفصیل ہے جو بدوصلاح سے پہلے بیع کرنے میں ہے، یعنی شرط قطع کے ساتھ جائز، اور مطلق عن الشرط بھی جائز۔ اور بشرط الترک ناجائز۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر پھل کا حجم یعنی سائز مکمل ہو چکا ہو اور اس کے مزید بڑھنے کا امکان نہ ہو تو اس صورت میں بشرط الترک بھی جائز ہے لیکن اگر مزید بڑھنے کا امکان ہو تو اس صورت میں ''بشرط الترک'' جائز نہیں۔ لہٰذا

فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے۔

(۴): اگر درخت پر کچھ پھل ظاہر ہوئے ہوں اور کچھ ظاہر نہ ہوئے ہوں تو اگر معدوم پھلوں کو موجودہ پھلوں کے ساتھ فروخت کیا جائے تو اس صورت میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے پس ظاہر روایت یہ ہے کہ معدوم پھلوں کو موجودہ پھلوں کے ساتھ فروخت کرنا ناجائز ہے لیکن متأخرین مشائخ حنفیہ میں سے امام فضلیؒ اور علامہ حلوانیؒ وعلامہ ابن الہمامؒ اور علامہ شامیؒ ودیگر حضرات نے عموم بلویٰ کی وجہ سے جواز کا فتوی دیا ہے، نیز محقق العصر شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے بھی عموم بلویٰ کی وجہ سے متأخرین کے قول کو ترجیح دی ہے۔

(۵): اگر کسی شخص نے درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کو فروخت کیا اور ان درختوں میں سے چند درخت متعین کر کے استثناء کرلیا تو یہ بیع جائز ہے۔ البتہ بجائے درخت متعین کرنے کے ایک من یا آدھا من وغیرہ متعین کر کے استثناء کرلیا، تو اس میں فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک جائز ہے اور بعض کے نزدیک ناجائز۔ البتہ جواز راجح ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

ختم شدہ

ماخذ ومراجع

١ ـ **ردالمحتارعلی الدر المختار**ـ لمحمد بن امین بن عمر عابدینؒ۔

٢ ـ **تکملہ فتح الملھم** ـ للشیخ الاسلام محمد تقی العثمانی دامت برکاتہم

٣ ـ **البنایہ شرح الھدایة** ـ للعلامة محمود بن احمد بن موسی المعروف ببدر الدین العینی الحنفیؒ۔

٤ ـ **الفتاوی الھندیة**ـ للجنة من علماء الھند۔

٥ ـ **تقریر ترمذی**ـ للشیخ الاسلام محمد تقی العثمانی دامت برکاتہم۔

٦ ـ **فتح الباری شرح صحیح البخاری** ـ للحافظ احمد بن علی حجر العسقلانیؒ۔

٧ ـ**عمدة القاری شرح صحیح البخاری** ـ للعلامة محمود بن احمد بن موسی المعروف ببدر الدین العینی الحنفیؒ۔

٨ـ **اوجز المسالک الی مؤطامالک** ـ للمحدث الکبیر محمد زکریا الکاندھلویؒ۔

٩ ـ **البحر الرائق شرح کنز الدقائق**ـ للعلامة زین الدین بن ابراھیم بن محمد المعروف بابن نجیم المصری الحنفیؒ۔

١٠ ـ**انعام الباری شرح صحیح البخاری** ـ للشیخ الاسلام محمد تقی العثمانی دامت برکاتہم۔

١١ ـ **الدر المنضود على سنن ابى داؤد** ـ للمولانا محمد عاقل صاحب دامت بركاتهم۔

١٢ ـ **فتاوى رشيديه**۔ للمحدث الفقيه مولانا رشيد احمد الكنكوهيؒ۔

١٣ ـ **درس مسلم**۔ للمفتى محمد رفيع العثمانى دامت بركاتهم۔

١٤ ـ **احسن الهدايه**۔ للمفتى عبدالحليم القاسمى دامت بركاتهم۔

١٥ ـ **تسهيل الحقائق**۔ للمولانا نصيب اللّٰه دامت بركاتهم۔

١٦ ـ **حاشيه نصب الخباء فى تعين ما عليه الفتوى على الهداية**۔ للمفتى عبدالحكيم الشاوليكوتى

١٧ ـ **التعليق الصبيح على مشكاة المصابيح** ـ للعلامة محمد ادريس الكاندهلوىؒ۔

١٨ ـ **الدرالمختار**۔ للعلامة محمد بن على الحصكفى الحنفىؒ۔

١٩ ـ **جديد فقهى مسائل**. للمولانا خالد سيف اللّٰه رحمانى دامت بركاتهم۔

٢٠ ـ **دررالحكام شرح مجلة الاحكام**۔ للعلامة حيدر علىؒ۔

٢١ ـ **حاشية الشيخ احمد بن يونس الشلبى على تبيين الحقائق**۔ للعلامة احمد بن يونس الشهير الشلبىؒ۔

٢٢ ـ **مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر** ـ للعلامة عبدالرحمٰن بن

محمد الكيبولی المدعو بشيخي زادهؒ۔

۲۳۔ **فتح القدير** ۔ للامام كمال الدين محمد بن عبدالواحد المعروف بابن الهمام الحنفیؒ۔

۲٤۔ **فتاوی مفتی محمودؒ**۔ للمولانا مفتی محمودؒ ۔

۲۵۔ **فتاوی قاسميه**۔ للمولانا مفتی شبير احمد القاسمیؒ۔

۲٦۔ **كتاب النوازل**۔ للمولانا مفتی سيد محمد سلمان دامت بركاتهم۔

۲۷۔ **محقق ومدلل جديد مسائل** ۔ للمولانا مفتی محمد جعفر رحمانی دامت بركاتهم۔

۲۸۔ **غاية الاوطار** ۔ للعلامتين العلامة خرم علی والعلامة محمد احسن الصديقی النانوتوی رحمهما اللّٰه تعالٰی۔

۲۹۔ **منتخبات نظام الفتاوی**۔ للمولانا مفتی نظام الدين اعظمیؒ ۔

۳۰۔ **آپ کے مسائل اور ان کا حل**، اضافه وتخريج شده ایڈیشن۔ للمولانا يوسف لدهيانویؒ ۔

۳۱۔ **انوار القدوری** ۔ للمولانا مفتی وسيم احمد القاسمی دامت بركاتهم۔

۳۲۔ **توضيحات شرح مشكوٰة** ۔ للمونا فضل محمد يوسف زئی دامت بركاتهم۔

٣٣۔ **اشرف الهدایه**۔ للمولانا جمیل احمد سکروڈھوی۔

٣٤۔ **تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق** ۔ للعلامة فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفیؒ۔

٣٥۔ **الهدایة شرح بدایة المبتدی**۔ للامام برهان الدین أبی الحسن علی بن ابی بکر المرغینانیؒ۔

٣٦۔ **ملتقی الأبحر**۔ للامام ابراهیم بن محمد بن ابراهیم الحلبیؒ۔

٣٧۔ **تشریحات ترمذی** ۔ للمولانا کمال الدین المسترشد دامت برکاتهم۔

٣٨۔ **حلال وحرام**۔ للمولانا خالد سیف اللّٰه رحمانی دامت برکاتهم۔

﴿مؤلف کی دیگر کتب ورسائل﴾

(١) فتاوی رشیدیہ پر دوجلدوں میں جدید مطول حاشیہ

(٢) الرسالة العالية فی تحقيق الجماعة الثانية

(٣) مسائل جمعه للحنفی

(٤) سید البشر محمد رسول اللہ ﷺ کی سلسلۂ نسب کی مدلل تحقیق

(٥) ردالهماهم علی حسن العمائم كطلوع الغمائم

(٦) القول التمام فی رد من قال خلاف الامام

(٧) تبلیغی جماعت علمائے عرب وعجم کے آئینہ میں

(٨) معدنیات کا شرعی حکم

(٩) اجرت تراویح کا شرعی حکم

(١٠) نماز جنازہ پڑھانے کا حقدار کون ہے؟

(١١) روزہ کی حالت میں انجکشن لگانے کا شرعی حکم

(١٢) بالوں کے شرعی احکام